بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن،

أَمَّا بَعْدُ:

## 12. ایسے دلائل جو ثابت کرتے ہیں کہ فہم سلف حجت ہے (مثبت دلائل 19-18)

فہم سلف کی شرعی حیثیت کے دروس جاری ہیں اور ہم بات کر رہے تھے مثبت دلائل کے تعلق سے کیا فہم السلف حجت ہے؟ جی ہاں! فہم السلف حجت ہے اور اس کے ہم مثبت دلائل بیان کر رہے ہیں اس تفصیل کے ساتھ جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں اور ہم پہنچے تھے دلیل نمبر 18 پر۔

18۔ صحیح بخاری میں، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي" (میرے صحابہ کرام کو گالی مت دو) "فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا" (اگر تم میں سے کوئی شخص احد کے پہاڑ جتنا سونا اللہ تعالیٰ کے راستے میں نفقہ دے دے) "مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ" (تو صحابہ کرام اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں دو ہتھیلی یا ایک ہتھیلی جو یا کوئی ایسی چیز اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقے میں دیتے ہیں تو اس کے برابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ جو صدقہ دینے والے ہیں احد کے پہاڑ جتنا سونا بھی اگر دے دیں تب بھی اس ایک یا دو ہتھیلی کے برابر نفقے کا اجر نہیں پا سکتے)۔

"وفي لفظ" (اور دوسرے لفظ میں) "فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ" "اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے قسم کھائی ہے اس ذات کی قسم جس کی مٹھی میں یا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ایسا ہے یہ معاملہ ایسا ہے۔

اس حدیث میں کہاں دلیل ہے کہ فہم السلف حجت ہے؟ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے جب یہ بات فرمائی تو ان لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا جن لوگوں نے بعض صحابہ سے کوئی مخالفت کی کچھ رنج تھا اور جانتے ہیں کہ وہ کون تھے؟ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ معروف صحابی یعنی اسلام میں داخل ہو چکے تھے صحابی بن چکے تھے لیکن جو سابقون الاولون ہیں ان میں سے کسی سے کچھ جیسے بشر ہیں خفا ہو جاتے ہیں، دوستوں میں بھی بعض اوقات مسئلہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ بات اچھی نہیں لگی اور یہ فرمایا جو حدیث آپ کے سامنے ہے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یہ خطاب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ کا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لیے تھا اور ان کے ساتھ وہ صحابہ بھی شامل تھے جیسے آپ نے کہا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی جو صلح حدیبیہ یا فتح مکہ کے بعد جنہوں نے اسلام قبول کیا۔

اب دیکھیں شاہد کہاں پر ہے اور کس طریقے سے دلیل کا استنباط کیا فرماتے ہیں، اگر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے بعد میں اسلام قبول کیا ہے وہ ان صحابہ کے برابر اگر کوئی چیز نفقہ میں دیتے ہیں تو اتنا فرق ہے احد کے پہاڑ کا اگر سونے میں دے دیں اور ایک ہتھیلی یا دو ہتھیلی مد (یہ مد ہے یہ نصف المد ہے) ایک یا دو ہتھیلیاں جو ہیں جَو یا کسی اور چیز کو نفقہ میں دے دیں اگر اتنا فرق موجود ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں تو کس طریقے سے یہ ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت تو نفقہ میں نان نفقہ میں یعنی نفقات و صدقات میں تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادی ہے اتنی بڑی فضیلت ہے اور جہاں پر علم کی بات ہے سمجھ کی بات ہے فقہ کی بات ہے وہاں سے ان لوگوں کو محروم کر دیا ہے اور بعد میں آنے والے لوگوں نے ان سے زیادہ سمجھنا شروع کر دیا ہے۔

سبحان اللہ یعنی جب فضیلت ہے صدقات و خیرات کی تو اس کا مطلب ہے کی جو اس سے زیادہ بڑھ کر جس چیز کی فضیلت ہے علم کی، ہے یا نہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ علم میں تو وہ بے چارے پیچھے رہے اور صدقات و خیرات میں آگے رہے۔ کیا ممکن ہے یہ؟ تو سمجھ میں بھی وہ سب سے آگے ہیں، جب نان نفقہ میں اور صدقات و خیرات میں ان کا اجر و ثواب بعد میں آنے والے لوگوں سے، اگرچہ وہ بھی صحابہ ہیں جو بعد میں آئے ہیں جو ان سے پہلے والے صحابہ ہیں، اگر صحابہ میں یہ فرق موجود ہے، ہیں سارے صحابہ تو پھر جو صحابہ نہیں ہیں ان میں فرق کیوں موجود نہیں ہے؟ اور خاص طور پر سمجھنے کے تعلق سے کیوں فرق موجود نہیں ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جن صحابہ کی اتنی بڑی فضیلت ہے اور آپ ﷺ جن صحابہ کی اتنی بڑی فضیلت بیان فرمارہے ہیں سمجھ کے اعتبار سے تو وہ کچھ بھی نہیں ہیں، ان کی سمجھ کوئی حجت نہیں ہے۔ بعد میں آنے والے لوگ ایسے آئے ہیں جن کی سمجھ بھی حجت تھی اور ان کی سمجھ ان سے بھی اچھی تھی تو وہ فرماتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ ''هذا من أبيَن المحال'' یعنی بہت ہی زیادہ محال ہے۔

19۔ ابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں ایک لمبی حدیث میں میں صرف شاہد بیان کرتا ہوں آپ ﷺ فرماتے ہیں ''لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ'' (میں تمہیں سفید جیسے میدان پر چھوڑ کر جارہا ہوں) ''لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا''

(جس کے دن اور رات برابر ہیں)۔ جس کے رات اور دن ایک جیسے ہیں، برابر ہیں یعنی جیسے دن روشن ہے ویسے رات بھی روشن ہے۔ "لَا يَزِيغُ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ" (نہیں اس سے ہٹے گا، دوری اختیار کرے گا الا یہ کہ جو ہلاک ہونا چاہتا ہے)۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایسی قویم اور باقرار ملت پر چھوڑا اور ایسی سفید چمک دار محجت پر چھوڑا جس میں کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے اور کوئی شک وشبہ اور کوئی ابہام نہیں ہے جو اس سے انحراف کرلیتا ہے اور دور ہو جاتا ہے اپنا راستہ جدا کرلیتا ہے اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے کیوں کہ حجت اس پر قائم ہو چکی ہے اور دلیل اس تک پہنچ چکی ہے۔ سبحان اللہ۔

پھر فرماتے ہیں، یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خصوصیات میں سے ہے کہ انہوں نے براہ راست علم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ سے حاصل کیا ہے۔ بعد میں آنے والے لوگ تابع ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس علم میں۔ قرآن وسنت کے علم میں، جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد میں ہیں وہ تابع ہیں متبوع نہیں ہیں یعنی وہ پیچھے چلنے والے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آگے چلنے والے نہیں ہیں، ممکن نہیں ہے یہ اور جو خوبصورت بیان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہے، بعد میں آنے والے لوگ اس بیان کے محتاج ہیں کیوں کہ یہ جو فضیلت تھی کہ براہ راست علم حاصل کیا اور اس خوبصورت، چمک دار، سفید میدان میں وہ رہتے تھے جس کی گواہی آپ ﷺ نے خود فرمائی ہے کہ جس کے رات اور دن برابر ہیں، وہ خود اس میں رہتے تھے تو کسی اور کو جو بعد میں آنے والے ہیں جتنا بھی علم کا درجہ حاصل کرلیں وہ اس چیز سے محروم ہو چکے ہیں کہ نہیں؟ اس خوبصورت، سفید میدان سے محروم ہیں کہ نہیں؟ جب وہ اس سے محروم ہیں تو علم میں ان سے آگے بڑھ نہیں سکتے، سمجھ میں ان سے آگے بڑھ نہیں سکتے تو ان کی سمجھ حجت ہے۔

پھر فرماتے ہیں کیوں کہ وہ بشر ہیں بعض چیزیں ان کو سمجھ نہیں آتی تھیں آگے فرماتے ہیں، جو چیز ان کو سمجھ نہیں آئی یا کوئی مشکل پیش ہوئی یا کسی چیز میں شک وشبہ پڑ گیا، اشتباہ ہو گیا تو پھر انہوں نے آپ ﷺ سے براہ راست پوچھ لیا یا کسی اور صحابہ سے پوچھ لیا۔ اچھا جو بعد میں آنے والے ہیں جب ان کو کسی چیز میں کوئی شک وشبہ پڑتا ہے جو صحابہ کے شاگرد ہیں انہوں نے کس سے پوچھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ اور جو بعد میں آئے ہیں انہوں نے کس سے پوچھا؟ تابعین سے پوچھا۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ اصل یہ جو سلسلہ ہے وہ کہاں سے شروع ہوا؟ پہلے آپ ﷺ ہیں پھر صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم نہ ہوتے تو بعد میں آنے والے لوگ اس خیر سے محروم ہوتے۔ تو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد میں آنے والے ہیں انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس خصوصیت سے فائدہ اٹھایا ہے وہ اس خصوصیت کے محتاج ہیں۔ کس خصوصیت کے؟ اس خوبصورت

سمجھ کے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ تھی اس کے محتاج ہیں اور جو ان کا علم تھا اس علم کے محتاج تھے ان کے عقیدے میں، ان کے اقوال میں، ان کے افعال میں اور پورے کے پورے دین میں جس نے نہیں سمجھا اس نے نہیں سمجھا اور جس نے سمجھا اس نے سمجھ لیا تو اصل بات سمجھنے اور نا سمجھنے کی متوقف ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ پر۔

پھر آخر میں فرماتے ہیں کہ یہ لازمی ہے، واجب ہے کہ واپس لوٹا جائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علم کی طرف، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سمجھ کی طرف۔ اور جو بھی اختلاف ہے اسے اسی ایک ہی طریقے سے دور کیا جا سکتا ہے۔

کتنی خوبصورت بات ہے کہ اگر میرا آپ سے اختلاف ہو جاتا ہے کسی مسئلے میں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول موجود ہے جنہوں نے قرآن و سنت کا علم براہ راست آپ ﷺ سے حاصل کیا اور اس مسئلے میں ان کا اجماع بھی ہے، میرا اور آپ کا اختلاف ہوا کسی مسئلے میں۔ کون حل کرے گا؟ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جو علم ہے جو فہم ہے وہ حجت ہی نہیں ہے جس پر ان کا اجماع ہو چکا ہے وہ حجت ہی نہیں ہے تو میرا اور آپ کا فیصلہ کون کرے گا زندگی بھر لڑتے رہیں گے یا نہیں لڑتے رہیں گے؟ کبھی ایک ساتھ اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ تو قرآن و سنت تو ہے، قرآن و سنت سے دلیل آپ بھی پیش کریں میں بھی پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ایک چھوٹی سی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، وہ کہتا ہے کہ میری دلیل ہے ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾ (الحدید/4) (تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے)۔ میں کہتا ہوں کہ میری دلیل ہے ﴿الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ﴾ (طہ/5)۔ یہ بھی قرآن کی آیت ہے اور یہ بھی قرآن کی آیت ہے ٹھیک ہے کون فیصلہ کرے گا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ عرش پر مستوی ہے۔ کس نے کہا ہے دلیل کیا ہے؟ کس نے کہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے کہاں سے اجماع لیا ہے؟ صحیح مسلم کی حدیث میں الجاریہ کی حدیث میں۔ کہاں دلیل ہے؟ جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے یہ پوچھا براہ راست پوچھا اور یہی مسئلے کا حل ہے کوئی اور سوال نہیں تھا "أَيْنَ اللهُ؟" (اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟)۔ ہمارا جھگڑا کس چیز میں ہے؟ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ وہ شخص کہتا ہے کہ ہر جگہ موجود ہے میں کہتا ہوں کہ عرش پر مستوی ہے، صحیح ہے۔ سوال کس نے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے "أَيْنَ اللهُ؟" اور اس میں انہوں نے کیا جواب دیا؟ "فِي السَّمَاءِ"۔ ساتھ میں ایک صحابی بھی کھڑے ہوئے تھے سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ۔ خاموشی اختیار کی کہ نہیں کی خاموشی اختیار کرنے کا کیا مطلب ہے؟ کہ ان کے نزدیک بھی یہ جواب صحیح ہے کہ غلط ہے؟

میں آپ ﷺ کی بات نہیں فرمارہا آپ ﷺ کا فرمان اور آپ ﷺ کی خاموشی ویسے ہی دین ہے حجت بن چکی ہے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کیا عقیدہ تھا؟ میں یہ کہہ رہا ہوں اس جزیئے میں۔ اگر یہ جواب غلط ہوتا اور سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ کیوں بلایا گیا تھا اور معاملہ کیا تھا؟ اس نے تھپڑ مارا تھا ایک چھوٹی سی غلطی پر کہ بھیڑیا آیا اور ایک بکری کھا گیا۔ غصے میں آیا اور اس کم سن لونڈی کو اس نے ایک تھپڑ مار دیا۔ پھر ندامت ہوئی پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ! مجھ سے غلطی ہوئی میں اسے آزاد کرنا چاہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بلاؤ، جب اسے لے کر آئے تو آپ ﷺ نے اس سے یہ چھوٹا سا امتحان لیا کہ مومنہ ہے کہ نہیں؟ اگر مومنہ ہے تو پھر آزاد کر دو اسے۔ تو پھر یہ نہیں پوچھا آپ ﷺ نے کہ کلمہ پڑھ کر سناؤ۔ اگر ہم، آپ آج کسی کو دیکھنا چاہتے ہیں مومن ہے کہ نہیں کیا کہتے ہیں؟ کلمہ پڑھ کر سناؤ۔ اب آپ ﷺ کو دیکھیں کہ یہ نہیں سوال کیا کہ کلمہ آتا ہے کہ نہیں آتا کیوں کہ کلمہ کو زبان سے پڑھنا کافی نہیں ہے بلکہ کلمہ کے تعلق سے جو ایک باریک بینی ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی توحید فی الاسماء والصفات سے ہے۔ میرے بھائی جو کلمہ پڑھتا ہے اور توحید فی الاسماء والصفات کو نہیں جانتا ہے تو اس نے کیا کلمہ پڑھا ہے؟! جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے واقف ہی نہیں ہے تو لا الہ الا اللہ تو اللہ کون ہے اسے پتہ ہی نہیں ہے تو کیا اس نے کلمہ پڑھا ہے؟! گویا کہ آپ ﷺ ہمیں کیا سبق دے رہے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات کو بھی جاننا لازمی ہے کلمے کے ساتھ یہ لوازمات میں سے ہے کلمہ توحید کے۔

بہر حال، تو جب جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے۔ ''میں ہے'' کا ترجمہ درست نہیں ہے ''آسمان پر ہے'' اور بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ ''فِي'' تو (میں) ہے اور غلط ترجمہ اپنی طرف سے کر لیتے ہیں۔ عربی گرامر کے اعتبار سے عربی زبان کے اصولوں کے اعتبار سے کہ حروف الجر ایک دوسرے کی جگہ لے لیتے ہیں ''في بمعني علي''۔ جیسے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ طہ میں فرعون نے جادو گروں کو جب سولی پر چڑھایا کیا فرمایا ﴿لَأُوصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ﴾ یا (على جذوع النخل)؟ ﴿فِي﴾۔ تو کیا جب سولی پر چڑھایا گیا یا چڑھایا جاتا ہے درختوں کے اندر یا درختوں کے اوپر؟ اوپر۔ تو حرف کون سا استعمال کیا گیا؟ ﴿فِي﴾۔ اور ''فِي السَّمَاءِ'' سے کیا مراد ہے؟ (على السماء) جیسا کہ (على جذوع النخل) مراد (على) ہے اور حرف ﴿فِي﴾ ہے وہاں پر مراد (على) ہے اور حرف ﴿فِي﴾ ہے کیوں کہ یہ ناممکن ہے۔

اچھا یہ لفظ ہوتا کیوں ہے؟ جیسا میں نے کہا کہ ہم بھی بچوں کا امتحان لیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں 2+2 کتنا ہوتا ہے؟ 4 ہوتا ہے۔ اچھا 8-4 کتنا ہوتا ہے؟ ایک ہی جواب ہے۔ 2-6 کتنا ہوتا ہے؟ جواب تو ایک ہی ہے لیکن الٹا سیدھا کیوں کر رہے ہیں ہم لوگ؟ ٹیسٹ کے لیے کہ اس کو کچھ آتا بھی ہے یا نہیں آتا ہے۔ میرے بھائی اللہ جل شانہ سبحانہ و تعالیٰ جب ہماری آزمائش کرتا ہے، ہمارا جینا ہماری ساری آزمائش ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم بڑے موحد ہو گئے ہم بڑے عالم ہو گئے ہیں تو کتنا ہمیں آتا ہے پتہ ہے کہ نہیں؟ اب جو "فِي السَّمَاءِ" کو (علی السماء) نہیں جانتے تو اسے آتا کیا ہے؟ کیا اس نے سمجھا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ جو مخلوق چھوٹا سا آسمان ہے جس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے کرسی کے سامنے اور کرسی کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے عرش کے سامنے اور عرش کی اور پوری مخلوق کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سامنے تو "فِي السَّمَاءِ" کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے؟ یعنی آسمان نے گھیر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ کو۔ کہاں گئیں لوگوں کی عقلیں؟ تو یہ انداز میں اس لیے تاکہ لوگ سمجھ لیں اور جس کو غلط فہمی ہے وہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لے۔ یہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ ہے الغرض، یہ شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سمجھ حجت نہیں ہے تو مسئلہ کون حل کرے گا؟ اب یہ کہتے ہیں کہ حدیث نے مسئلہ حل کیا ہے۔ حدیث نے مسئلہ تو حل کیا ہے لیکن وہ اس حدیث میں سے اور حدیث لے کر آتے ہیں، حدیث کو حدیث سے مارتے ہیں اور آیت کو آیت سے مارتے ہیں، نعوذ باللہ۔ لیکن جب سلف کا اجماع ہو چکا ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں، تابعین بھی ہیں، تبع تابعین بھی ہیں، بہترین تین زمانے کے لوگ اور ان کے متبعین آج کے زمانے سے لے کر تا قیامت یہ اجماع باقی رہے گا ان شاء اللہ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے **کما یلیق بجلاله سبحانه وتعالی**۔

سلف میں سے کسی ایک کا قول لے کر آئیں میں ایک کی بات کروں گا دوسرے کی بات نہیں کروں گا کس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟۔ بار بار کیوں یہ بات آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے؟۔ وحدت الوجود کا رد بار بار کیوں آتا ہے؟

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں بیان کر چکا تھا امام عبد اللہ بن مبارک، امام ابن خذیمہ، امام شافعی، امام مالک اور دیگر علماء و محدثین رحمہم اللہ وجہ کیا ہے؟ ان میں سے ایک مرتبہ بھی ثابت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ وجہ کیا ہے وہ جانتے نہیں تھے کیا یا وہ چھپاتے تھے؟ یا جاہل تھے یا چھپاتے تھے۔ اور دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر گستاخی ہے ان کے حق میں۔ تو آج اکثر لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یہ کیا ہے؟ یہ جہالت کی انتہا ہے۔ جہل مرکب کی انتہا ہے۔ جب علم کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور تصوف کا راستہ اختیار کر لیا گیا ہے، بغیر علم کے دین کو اپنانے کی کوشش کی۔ تو کیا دین آپ کے ہاتھ میں ہے بغیر علم کے؟ جب

دین کی بنیاد ہی ﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ﴾ ہے، دین کی بنیاد ہی علم ہے۔ جب اس کو چھوڑ دیتے ہیں تو پھر آپ کے ہاتھ میں آتا کیا ہے؟ واللہ اعلم۔

پوری حدیث کے الفاظ بہت خوبصورت الفاظ ہیں۔ اگلے درس میں ان شاءاللہ جو بیسواں پوائنٹ ہے، بیسویں دلیل جو ہے اسے بیان کریں گے۔ ملتی جلتی دونوں احادیث ہیں۔ معروف حدیث ہے اس سے ان شاءاللہ درس کا آغاز کریں گے سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حدیث سے ان شاءاللہ بیان کریں گے اور اس میں سے دیکھیں گے کہ کس طریقے سے یہ حدیث بھی دلیل بنتی ہے کہ فہم السلف حجت ہے۔ واللہ اعلم۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (12: فہم سلف کی شرعی حیثیت) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔